S_1997_3_32_40

عدالت عظمیٰ کی رپوٹس 1997 ایس یو پی پی 3ایس سی آر

مدھو بالا

بنام۔

سریش کمار اور دیگران

23جولائی1997

ایم۔کے۔مکھرجی اور ایس۔ساگھیر۔احمد، جسٹسز

مجموع ضابطہ فوجداری 1973۔دفعہ (3)156۔مجسٹریٹ دفعہ 498اے اور 406 آئی پی سی کے تحت اپیل کنندہ کی شکایت پر مقدمہ کے اندراج اور تفتیش کا حکم دیتا ہے۔عدالت عالیہ دفعہ 482 crpc کے تحت حکم کو منسوخ کرتا ہے۔منعقد: مجسٹریٹ صرف دفعہ (3)156 کے تحت تفتیش کی ہدایت کرسکتا ہے۔آیا مجسٹریٹ صرف تفتیش کی ہدایت کرسکتا ہے۔لیکن دفعہ (3)156 کے تحت مقدمہ کے انداج کی ہدایت نہیں کرسکتا: پولیس مجسٹریٹ کی شکایت کو ایف آئی آر کے طور پر لے کر تحقیقات کے لیے بھیجنے پر مقدمہ درج کرنے کی پابند ہے-اس سے قطع نظر کہ مجسٹریٹ نے مقدمہ درج کرنے کی ہدایت کی ہے یا نہیں کیونکہ پولیس مقدمہ درج کرنے کے بعد ہی تفتیش کرسکتی ہے۔

اپیل کنندہ نے مدعا علیہان کے خلاف مجسٹریٹ کے سامنے آئی پی سی کی دفعہ 498اے اور 406 کے تحت شکایت درج کرائی۔مجسٹریٹ نے دفعہ (3)Cr.P.C 156 کے تحت حکم جاری کیا۔ پولیس کو مقدمہ درج کرنے اور تفتیش کرنے کی ہدایت کی۔تفتیش مکمل ہونے پر مجسٹریٹ نے نوٹس لیا اور مدعا علیہان کے خلاف فرد جرم عائد کی گئی۔اس کے بعد، اپیل کنندہ نے مدعا علیہان کے خلاف دفعہ 498اے آئی پی سی کے تحت دوسری جگہ پر ایک اور شکایت درج کی کیونکہ متعلقہ مجسٹریٹ نے پہلے والے معاملے میں دفعہ 498 اے کے تحت الزام تراشی کرنے سے انکار کردیا تھا اور صرف دفعہ 406 آئی پی سی کے تحت الزام تراشی کی تھی کیونکہ 498اے کے تحت جرم کہیں اور درج کیا گیا تھا۔دوسری شکایت پر بھی دوسرے مجسٹریٹ نے مقدمہ درج کرنے اور تفتیش کے لیے اسی طرح کا حکم جاری کیا اور الزام طے کرنے کے لیے آگے بڑھے۔

جب دونوں مقدمات کی سماعت ہورہی تھی، تب مدعا علیہان نے اس بنیاد پر کارروائی کو کالعدم قرار دینے کے لیے عدالت عالیہ کا رخ کیا کہ دونوں مجسٹریٹ کی طرف سے دفعہ (3)Cr.P.C 156 کے تحت مقدمات کے اندراج کی ہدایت دینے والے احکامات غلط اور غیر قانونی تھے۔عدالت عالیہ نے دونوں مجسٹریٹ کے احکامات کو کالعدم قرار دے دیا۔اس لیے یہ اپیل۔

منعقد:.1.1 جب مجسٹریٹ کے سامنے قابل شناخت باڑ کا انکشاف کرنے والی تحریری شکایت کی جاتی ہے، تو وہ مجموع ضابطہ فوجداری کی دفعہ 190 (1) (اے) کے تحت اس کا نوٹس لے سکتا ہے اور باب XV توضیعات کے مطابق اس کے ساتھ آگے بڑھ سکتا ہے۔ ایسے معاملے میں مجسٹریٹ کے پاس دستیاب دوسرا طریقہ یہ ہے کہ وہ شکایت کو تحقیقات کے لیے دفعہ (3) 156 کے تحت مناسب پولیس اسٹیشن بھیجے۔ ایک بار جب دفعہ 156 کی ذیلی دفعہ (3) کے تحت ایسی ہدایت دی جاتی ہے تو پولیس کو اس شکایت کی ذیلی دفعہ (1) کے تحت تحقیقات کرنے اور تفتیش مکمل ہونے پر دفعہ (2)173 کے مطابق 'پولیس رپورٹ' پیش کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جس پر مجسٹریٹ دفعہ 190 (1) (بی) کے تحت نوٹس لے سکتا ہے لیکن دفعہ 190 (1) (اے) کے تحت نہیں۔ چونکہ مجسٹریٹ کے سامنے دائر شکایت 'شکایت' کی تعریف کے پیش نظر 'پولیس رپورٹ' نہیں ہوسکتی اور چونکہ دفعہ (1)156 کے تحت پولیس کے ذریعے 'قابل شناخت کیس' کی تحقیقات کا اختتام 'پولیس رپورٹ' میں ہونا ہے، اس لیے جیسے ہی دفعہ (3)156 کے تحت حکم منظور ہوتا ہے، خود کو ضابطہ اخلاق کی دفعہ 154 کے معنی میں تحریری طور پر دی گئی رپورٹ میں تبدیل کر دیتا ہے، جسے ابتدائی اطلاعی رپورٹ (ایف آئی آر) کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ دفعہ (1) 156 کے تحت، پولیس صرف ایک قابل شناخت 'کیس' کی تحقیقات کر سکتی ہے، اسے اس رپورٹ پر باضابطہ طور پر مقدمہ درج کرنا ہوتا ہے۔ (37-اے۔-ای)

.1.2 جب بھی کوئی مجسٹریٹ کسی 'شکایت' پر تحقیقات کی ہدایت کرتا ہے تو پولیس کو اس شکایت پر ایف آئی آر کے طور پر تسلیم شدہ مقدمہ درج کرنا ہوتا ہے اور پنجاب پولیس رولز 1934 کے تقاضوں کی تعمیل کرنی ہوتی ہے۔ اس لیے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ کس طرح مجسٹریٹ کی پولیس کو 'مقدمہ درج کرنے' کی ہدایت دفعہ (3) 156 کے تحت تحقیقات کے حکم کو قانونی طور پر غیر مستحکم بناتی ہے۔ درحقیقت، اگر کوئی مجسٹریٹ مقدمہ درج کرنے کی ہدایت بھی نہیں دیتا ہے، تب بھی مجموع ضابطہ فوجداری کی دفعہ (1)156 توضیعات کے پیش نظر جو پولیس کو ایک قابل شناخت 'کیس' کی تحقیقات کرنے کا اختیار دیتی ہے اور بھارتیہ پولیس ایکٹ 1861 کے تحت بنائے گئے قواعد، یہ (پولیس) باضابطہ طور پر مقدمہ درج کرنے اور پھر اس کی تحقیقات کرنے کا پابند ہے۔ اس لیے ضابطہ اخلاق توضیعات کسی بھی طرح سے مجسٹریٹ کی راہ میں حائل نہیں ہیں کہ وہ پولیس کو تھانے میں مقدمہ درج کرنے اور پھر اس کی تحقیقات کرنے کی ہدایت کرے۔ جب ضابطہ کی دفعہ (3)156 کے تحت تحقیقات کا حکم دیا جانا ہے تو پولیس کو مناسب ہدایت یہ ہوگی کہ وہ شکایت کو ابتدائی اطلاعی رپورٹ کے طور پر دیکھتے ہوئے پولیس اسٹیشن میں مقدمہ درج کرے اور اس کی تحقیقات

کرے۔(38-اے۔-ڈی)

گوپال داس سندھی اور دیگر بنام ریاست آسام، اے آئی آر (1961) ایس سی 986 اور تولا رام اور دیگر بنام کیشور سنگھ، اے آئی آر 1977 ایس سی 2401، ممتاز۔

فوجداری اپیلٹ کا دائرہ اختیار: 1997 کی مجرمانہ اپیل نمبر 658-659۔

Crl.M.Nos 15402-M اور 15613-M آف 1995 میں پنجاب اور ہریانہ عدالت عالیہ کے 18.7.96 کے فیصلے اور حکم سے۔

ڈاکٹر اپرنا بھاردواج، راجیش تیاگی پروین جین کے لیے، اپیل کنندہ کے لیے

ندھیش گپتا محترمہ میناکشی ویز کے لیے، مدعا علیہان کے لیے

عدالت کا فیصلہ اس نے سنایا۔

ایم۔کے۔مکھرجی جسٹس

خصوصی اجازت دی گئی۔فریقین کے لیے فاضل وکیل کو سنیں۔

18 فروری 1988 کو، اپیل کنندہ نے تین مدعا علیہان، جو بالترتیب اس کے شوہر، سسر اور ساس ہیں، کے خلاف چیف جوڈیشل مجسٹریٹ، کروکشیتر کے سامنے شکایت درج کرائی جس میں ان پر تعزیرات ہند (مختصر طور پر آئی پی سی) کی دفعہ 498اے اور 406 کے تحت جرائم کا الزام لگایا گیا۔اس شکایت پر، مجسٹریٹ نے ضابطہ فوجداری (مختصر طور پر کوڈ) کی دفعہ (3)156 کے تحت ایک حکم جاری کیا جس میں پولیس کو مقدمہ درج کرنے اور اس کی تحقیقات کرنے کی ہدایت کی۔مذکورہ ہدایت کے مطابق، تھانسور پولیس اسٹیشن۔1988 کی ایف آئی آر نمبر 61 کے تحت مقدمہ درج کیا گیا اور تحقیقات مکمل ہونے پر تینوں مدعا علیہان کے خلاف دفعہ 498اے اور 406 آئی پی سی کے تحت چارج شیٹ (پولیس رپورٹ) پیش کی گئی۔ فاضل مجسٹریٹ نے مذکورہ چارج شیٹ کا نوٹس لیا اور اس کے بعد تینوں مدعا علیہان کے خلاف دفعہ 406 آئی پی سی کے تحت الزام عائد کیا۔صرف اس لیے کہ فاضل مجسٹریٹ کے مطابق، دفعہ 498اے آئی پی سی کے تحت جرم مبینہ طور پر ضلع کرنال میں کیا گیا تھا۔الزام کی تشکیل کے خلاف مدعا علیہان نے سیشن جج کو نظر ثانی کے لیے منتقل کیا، لیکن کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔

اس کے بعد 29 جنوری 1994 کو اپیل کنندہ فاضل چیف جوڈیشل مجسٹریٹ کے سامقابل آئی پی سی کی دفعہ 498اے کے تحت مدعا علیہان کے خلاف ایک اور شکایت درج کی کرنال اور اس شکایت پر مجسٹریٹ نے ضابطہ کی دفعہ (3)156 کے تحت مقدمہ درج اور تفتیش کرنے کا اسی طرح کا حکم جاری کیا

۔حکم کی تعمیل میں کرنال پولیس اسٹیشن نے 1994 کی ایف آئی آر نمبر 111 درج کی تھی اور تحقیقات مکمل ہونے پر تینوں مدعا علیہان کے خلاف دفعہ 498اے آئی پی سی کے تحت چارج شیٹ پیش کی تھی۔اس چارج شیٹ پر فاضل مجسٹریٹ نے مذکورہ بالا جرم کا نوٹس لیا اور بعد میں ضابطہ کی دفعہ 240 کے مطابق ان کے خلاف الزام عائد کیا۔

جب کہ مذکورہ بالا دومقدمات کی سماعت کی جا رہی تھی، مدعا علیہان نے پنجاب اور ہریانہ عدالت عالیہ کے سامنے ضابطہ کی دفعہ 482 کے تحت اس بنیاد پر اپنی کارروائی کو کالعدم قرار دینے کے لیے درخواستیں دائر کیں کہ کروکشیتر اور کرنال کے چیف جوڈیشل مجسٹریٹ کی طرف سے ضابطہ کی دفعہ (3)156 کے تحت اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے مقدمات درج کرنے کے احکامات واضح طور پر غلط تھے اور اس کے نتیجے میں اس کے مطابق کیے گئے تمام اقدامات غیر قانونی تھے۔اس طرح اٹھائے گئے دلیل کو ہائی کورٹ کی حمایت حاصل ہوئی؛ اور مدلیل فیصلے سے اس نے کروکشیتر اور کرنال کے چیف جوڈیشل مجسٹریٹ کے بالترتیب 18 فروری 1988 اور 29 جنوری 1994 کے احکامات کو کالعدم قرار دے دیا، جس کے مطابق پولیس نے اپیل کنندہ کی شکایات پر مقدمات درج کیے تھے، اور وہاں سے پیدا ہونے والے دونوں مقدمات کی پوری کارروائی۔عدالت عالیہ کے مطابق ضابطہ کی دفعہ (3)156 کے تحت مجسٹریٹ صرف پولیس کے ذریعے تحقیقات کی ہدایت دے سکتا ہے لیکن اسے 'مقدمہ درج کرنے' کی ہدایت دینے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔مذکورہ بالا نتیجہ اخذ کرنے میں، اس نے گوپال داس سندھی اور دیگر بنام ریاست آسام، اے آئی آر (1961) ایس سی 986 اور تولا رام اور دیگر بنام۔کشور سنگھ، اے آئی آر (1977) ایس سی 2401، میں اس عدالت فیصلوں پر انحصار کیا۔اور پنجاب اور ہریانہ عدالت عالیہ کے کچھ فیصلے، جو اس کے مطابق، اس عدالت مذکورہ بالا دو فیصلوں کی پیروی کرتے ہیں۔

ہمارے خیال میں، متنازعہ فیصلہ مکمل طور پر غیر مستحکم ہے کیونکہ یہ نہ صرف ضابطہ کی بنیادی دفعات پر غور کرنے میں ناکام رہا ہے بلکہ یہ بھی محسوس کرنے میں ناکام رہا ہے کہ گوپال داس (سپرا) اور تولرام (سپرا) کے فیصلوں کا ضابطہ کی توضیعات دفعہ (3)156 کی تشریح یا مقصد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔پنجاب اور ہریانہ عدالت عالیہ کے پہلے فیصلے، جن کی فوری معاملے میں پیروی کی گئی ہے، بھی مذکورہ بالا دو کمزوریوں سے متاثر ہیں۔

ضابطے کی متعلقہ دفعات پر سب سے پہلے آتے ہوئے، دفعہ 2 (ڈی) میں 'شکایت' کی تعریف مجسٹریٹ پر زبانی یا تحریری طور پر کیے گئے کسی بھی الزام سے کی گئی ہے، جس کا مقصد ضابطے کے تحت کارروائی

کرنا ہے، کہ کسی شخص، چاہے وہ معروف ہو یا نامعلوم، نے جرم کیا ہے، لیکن اس میں پولیس رپورٹ شامل نہیں ہے۔ دفعہ 2 (سی) کے تحت 'قابلِ دست اندازی' کا مطلب ایک ایسا جرم ہے جس کے لیے، اور 'قابل شناخت کیس' کا مطلب ایک ایسا معاملہ ہے جس میں ایک پولیس افسر پہلے گوشوارہ (ضابطہ ا) کے مطابق یا فی الحال نافذ کسی دوسرے قانون کے تحت، وارنٹ کے بغیر گرفتاری کر سکتا ہے۔ دفعہ 2 (آر) کے تحت 'پولیس رپورٹ' کا مطلب ہے ایک پولیس افسر کی طرف سے ضابطہ کی دفعہ 173 کی ذیلی دفعہ (2) کے تحت مجسٹریٹ کو بھیجی گئی رپورٹ۔ دفعہ 154 سے 176 پر مشتمل ضابطے کا باب بارہواں پولیس کو دی گئی معلومات اور تفتیش کے ان کے اختیارات سے متعلق ہے۔ دفعہ 154 میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ پولیس اسٹیشن کا انچارج افسر زبانی طور پر اسے دیے گئے قابلِ دست اندازی سے متعلق ہر معلومات کو تحریری طور پر کم کرے گا اور اگر ایسی ہر معلومات تحریری طور پر دی جاتی ہیں تو اس پر وہ شخص دستخط کرے گا جو اسے دے رہا ہو اور اس کا مواد کسی کتاب میں درج کیا جائے گا جسے ایسے افسر کے پاس اس شکل میں رکھا جائے جو ریاستی حکومت اس سلسلے میں تجویز کرے۔ ضابطے کی دفعہ 156 جس سے ہم بنیادی طور پر ان اپیلوں میں متعلق ہیں، ذیل میں پڑھتی ہے:

"(1) پولیس اسٹیشن کا انچارج کوئی بھی افسر، مجسٹریٹ کے حکم کے بغیر، کسی بھی قابل شناخت کیس کی تحقیقات کر سکتا ہے جس میں اس طرح کے اسٹیشن کی حدود میں مقامی علاقے پر دائرہ اختیار رکھنے والی عدالت کو باب XIII توضیعات کے تحت تفتیش یا مقدمہ چلانے کا اختیار ہوگا۔

(2) ایسے کسی بھی معاملے میں پولیس افسر کی کسی بھی کارروائی پر کسی بھی مرحلے پر اس بنیاد پر سوال نہیں اٹھایا جائے گا کہ معاملہ ایسا تھا جس کی تحقیقات کرنے کا اختیار اس افسر کو اس دفعہ کے تحت نہیں تھا۔

(3) دفعہ 190 کے تحت بااختیار کوئی مجسٹریٹ اس طرح کی تحقیقات کا حکم دے سکتا ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔

دفعہ (1)156 کے تحت کی گئی تحقیقات کی تکمیل پر پولیس اسٹیشن کے انچارج افسر کو دفعہ (2)173 کے تحت مجسٹریٹ کے پاس بھیجنے کی ضرورت ہوتی ہے جو پولیس رپورٹ پر جرم کا نوٹس لینے کا اختیار رکھتا ہو، ریاستی حکومت کی طرف سے مقرر کردہ فارم میں ایک رپورٹ جس میں اس میں مذکور تمام تفصیلات ہوں۔ ضابطے کے باب XIV میں مجسٹریٹ کے ذریعے کارروائی شروع کرنے کے لیے مطلوبہ شرائط بیان کی گئی ہیں۔ اس باب میں ظاہر ہونے والی دفعہ 190 کی ذیلی دفعہ (1) کے تحت فرسٹ کلاس کا کوئی مجسٹریٹ اور خصوصی طور پر بااختیار سیکنڈ کلاس کا کوئی مجسٹریٹ کسی بھی جرم کا نوٹس لے سکتا ہے (a) ایسے حقائق کی

'شکایت' موصول ہونے پر جو اس طرح کا جرم ہے۔(b) ایسے حقائق کی 'پولیس رپورٹ' پر؛ یا (c) پولیس افسر کے علاوہ کسی اور شخص سے موصول ہونے والی معلومات پر، یا اس کے اپنے علم پر کہ اس طرح کا جرم کیا گیا ہے۔ باب XV اس طریقہ کار کو تجویز کرتا ہے جس پر مجسٹریٹ کو ابتدائی طور پر عمل کرنا پڑتا ہے اگر وہ دفعہ 190 (1) (اے) کے تحت شکایت پر کسی جرم کا نوٹس لیتا ہے۔

مذکورہ بالا دفعات کے مشترکہ مطالعہ سے یہ بہت واضح ہے کہ جب مجسٹریٹ کے سامنے کسی قابلِ دست اندازی کا انکشاف کرنے والی تحریری شکایت کی جاتی ہے، تو وہ ضابطہ کی دفعہ 190 (1) (اے) کے تحت اس کا نوٹس لے سکتا ہے اور باب XV توضیعات کے مطابق اس کے ساتھ آگے بڑھ سکتا ہے۔ اس طرح کے معاملے میں مجسٹریٹ کے پاس دستیاب دوسرا طریقہ یہ ہے کہ وہ شکایت کو تحقیقات کے لیے دفعہ (3) 156 کے تحت مناسب پولیس اسٹیشن بھیجے۔ ایک بار جب دفعہ 156 کی ذیلی دفعہ (3) کے تحت ایسی ہدایت دی جاتی ہے تو پولیس کو اس شکایت کی ذیلی دفعہ (1) کے تحت تحقیقات کرنے اور تحقیقات مکمل ہونے پر دفعہ (2) 173 کے مطابق 'پولیس رپورٹ' پیش کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جس پر مجسٹریٹ دفعہ 190 (1) (بی) کے تحت نوٹس لے سکتا ہے لیکن 190 (1) (اے) کے تحت نہیں۔ چونکہ مجسٹریٹ کے سامنے دائر شکایت پہلے مذکور 'شکایت' کی تعریف کے پیش نظر 'پولیس رپورٹ' نہیں ہو سکتی اور چونکہ دفعہ (1) 156 کے تحت پولیس کے ذریعے 'قابل شناخت کیس' کی تحقیقات کا اختتام 'پولیس رپورٹ' میں ہونا ہے، اس لیے 'شکایت' - جیسے ہی دفعہ (3) 156 کے تحت حکم منظور ہوتا ہے - ضابطہ اخلاق کی دفعہ 154 کے معنی میں تحریری طور پر دی گئی رپورٹ میں تبدیل ہو جاتی ہے، جسے ابتدائی اطلاعی رپورٹ (ایف آئی آر) کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ دفعہ (1) 156 کے تحت، پولیس صرف ایک قابل شناخت 'کیس' کی تحقیقات کر سکتی ہے، اسے اس رپورٹ پر باضابطہ طور پر مقدمہ درج کرنا ہوتا ہے۔

اس طرح کے مقدمات کے اندراج کا طریقہ اور طریقہ بھارتیہ پولیس ایکٹ 1861 کے تحت مختلف ریاستی حکومتوں کے ذریعے بنائے گئے قواعد میں بیان کیا گیا ہے۔ جیسا کہ فوری معاملے میں ہم مذکورہ ایکٹ کے تحت بنائے گئے پنجاب پولیس رولز 1934 (جو پنجاب، ہریانہ، ہماچل پردیش اور دہلی پر لاگو ہوتے ہیں) سے متعلق ہیں، اب ہم ان قواعد کی متعلقہ توضیعات حوالہ دے سکتے ہیں۔ مذکورہ قواعد کا باب چودھواں اس طریقہ کار کو بیان کرتا ہے جس پر پولیس اسٹیشن کے انچارج افسر کو جرم کی اطلاع موصول ہونے پر عمل کرنا ہوتا ہے۔ باب میں ظاہر ہونے والے قاعدہ 241 کے تحت ضابطہ کی دفعہ 154 کے تحت آنے والی ہر معلومات کو ابتدائی اطلاعی رپورٹ رجسٹر میں درج کیا جانا چاہیے اور اس کا مواد روزانہ کی ڈائری میں درج

ہونا چاہیے۔قاعدہ 24.5 میں کہا گیا ہے کہ ابتدائی اطلاعی رپورٹ رجسٹر فارم (1) 24.5 میں چھپی ہوئی کتاب ہوگی جو 200 صفحات پر مشتمل ہوگی اور نئی کتاب شروع ہونے سے پہلے اسے مکمل طور پر پر کیا جائے گا۔اگر مزید ضرورت ہو تو مقدمات پر ہر کیلنڈر سال کے لیے ہر پولیس اسٹیشن میں سالانہ سیریل نمبر ہوگا۔مذکورہ قواعد کے دیگر تقاضوں کو تفصیل سے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ان کا اس مسئلے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

مذکورہ بحث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جب بھی کوئی مجسٹریٹ کسی 'شکایت' پر تحقیقات کی ہدایت کرتا ہے تو پولیس کو اس شکایت پر ایف آئی آر کے طور پر ایک قابل شناخت مقدمہ درج کرنا ہوتا ہے اور مذکورہ بالا قواعد کے تقاضوں کی تعمیل کرنی ہوتی ہے۔لہذا، یہ ہماری سمجھ سے گزرتا ہے کہ کس طرح ایک مجسٹریٹ کی پولیس کو 'مقدمہ درج کرنے' کی ہدایت دفعہ (3) 156 کے تحت تحقیقات کے حکم کو قانونی طور پر غیر مستحکم بناتی ہے۔درحقیقت، اگر کوئی مجسٹریٹ مقدمہ درج کرنے کی ہدایت نہیں دیتا ہے، تب بھی ضابطہ کی دفعہ (1) 156 توضیعات کے پیش نظر جو پولیس کو ایک قابل شناخت' کیس' کی تحقیقات کرنے کا اختیار دیتی ہے اور بھارتیہ پولیس ایکٹ 1861 کے تحت بنائے گئے قواعد کے پیش نظر، یہ (پولیس) باضابطہ طور پر مقدمہ درج کرنے اور پھر اس کی تحقیقات کرنے کا پابند ہے۔اس لیے ضابطہ توضیعات کسی بھی طرح سے مجسٹریٹ کی راہ میں حائل نہیں ہیں کہ وہ پولیس کو تھانے میں مقدمہ درج کرنے اور پھر اس کی تحقیقات کرنے کی ہدایت کرے۔ہماری رائے میں جب ضابطہ کی دفعہ (3) 156 کے تحت تحقیقات کا حکم دیا جانا ہے تو پولیس کو مناسب ہدایت ہوگی کہ وہ شکایت کو فرسٹ انفارمیشن رپورٹ کے طور پر دیکھتے ہوئے پولیس اسٹیشن میں مقدمہ درج کرے اور اس کی تحقیقات کرے۔

اب اس عدالت ان دو مقدمات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جن پر عدالت عالیہ نے انحصار کیا ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ گوپال داس (سپرا) کے معاملے میں حقائق یہ تھے کہ مجموعہ تعزیرات ہند 147، 323، 342 اور 448 کے تحت جرائم کی شکایت موصول ہونے پر ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے مندرجہ ذیل توثیق کی:" مجسٹریٹ فرسٹ کلاس، شری سی تھامس، نمٹانے کے لیے۔" شکایت موصول ہونے پر مسٹر تھامس نے گوہاٹی پولیس اسٹیشن کے انچارج افسر کو مقدمہ درج کرنے، تفتیش کرنے اور اگر ضروری ہو تو چارج شیٹ جمع کرانے کی ہدایت کی۔تفتیش کے بعد پولیس نے مجموعہ تعزیرات ہند 448 کے تحت چارج شیٹ پیش کی اور اس کی وصولی پر ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اسے نمٹانے کے لیے مجسٹریٹ شری آر گوسوامی کو بھیج دیا۔شری گوسوامی نے ملزم کے خلاف مجموعہ تعزیرات ہند 448 کے تحت الزام عائد کیا اور اس سے ناراض ہو کر ملزم

نے پہلے نظر ثانی عدالت سے رجوع کیا اور وہاں ناکام ہونے کے بعد بھارت کا آئین کے آرٹیکل 227 کے تحت عدالت عالیہ سے رجوع کیا۔ چونکہ عدالت عالیہ میں بھی درخواست کو خارج کیا گیا تھا، انہوں نے اس عدالت کا رخ کیا۔ اس عدالت کے سامنے جو دلیل اٹھائی گئی وہ یہ تھی کہ مسٹر تھامس نے پولیس کو اس کی تحقیقات کے لیے مقدمہ درج کرنے اور اس کے بعد اگر ضرورت ہو تو چارج شیٹ جمع کرانے کی ہدایت کرتے ہوئے دائرہ اختیار کے بغیر کام کیا۔ مذکورہ دلیل کے لیے استدلال کے اقدامات یہ تھے کہ چونکہ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ضابطہ کی دفعہ 192 کے تحت معاملہ مسٹر تھامس کو نمٹانے کے لیے منتقل کیا تھا، اس لیے یہ ضرور کہا جانا چاہیے کہ سابق نے پہلے ہی ضابطہ کی دفعہ 190 (1) (اے) کے تحت نوٹس لے لیا تھا۔ لہذا، وہ (مسٹر تھامس) ضابطہ کی دفعہ 156(3) کے تحت کوئی حکم منظور نہیں کر سکے کیونکہ یہ ایک قبل از شناخت مرحلے سے متعلق ہے؛ اور وہ صرف باب XVI کے مطابق ہی اس سے نمٹ سکتے تھے۔ اس دلیل کو مسترد کرتے ہوئے اس عدالت نے فیصلہ دیا کہ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے معاملے کو مسٹر تھامس کو منتقل کرنے کے حکم سے یہ ظاہر نہیں ہوتا ہے کہ سابق نے شکایت میں کسی جرم کا نوٹس لیا تھا۔ اس عدالت مطابق یہ حکم ایک انتظامی کارروائی کے ذریعے تھا، غالبا اس لیے کہ مسٹر تھامس مجسٹریٹ تھے جن کے سامنے عام طور پر شکایات دائر کی جاتی تھیں۔ اس لیے گوپال داس (سپرا) کے معاملے میں فوری معاملے کے حقائق میں اطلاق کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔ یہ بات دلچسپ ہے کہ اس میں دفعہ 156(3) کے تحت جو حکم منظور کیا گیا تھا اس میں پولیس کو مقدمہ درج کرنے کی ہدایت بھی شامل تھی۔

تولرام کے معاملے (سپرا) میں اس عدالت سامنے صرف یہ سوال اٹھایا گیا تھا کہ آیا شکایت موصول ہونے کے بعد اور ضابطہ کی دفعہ 156(3) کے تحت تحقیقات کی ہدایت دینے کے بعد اور پولیس سے 'پولیس رپورٹ' موصول ہونے پر مجسٹریٹ مستغیث کو نوٹس جاری کر سکتا ہے، اس کا بیان اور دیگر گواہوں کے بیانات ریکارڈ کر سکتا ہے اور پھر ضابطہ کی دفعہ 204 کے تحت عمل جاری کر سکتا ہے۔ سوال سے ہی یہ واضح ہے کہ ضابطہ کی دفعہ 173(2) کے تحت پولیس رپورٹ کے بعد کے مرحلے سے متعلق مذکورہ کیس کوڈ کی دفعہ 156(3) کے تحت ایک حکم کے مطابق پیش کیا گیا تھا نہ کہ حکم کی نوعیت کے مطابق جو (دفعہ 156(3)) کے تحت وہاں منظور کیا جا سکتا ہے۔ پنجاب اور ہریانہ عدالت عالیہ کے مقدمات جن کا حوالہ فاضل جج متنازعہ فیصلے میں دیا ہے، ان پر تفصیلات میں بحث کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ صرف یہ پیش گوئی کرتے ہیں کہ دفعہ 156 (3) کے تحت مجسٹریٹ صرف تحقیقات کی ہدایت کر سکتا ہے لیکن اس دفعہ کے تحت کیس کے اندراج کی ہدایت نہیں کر سکتا کیونکہ اس دفعہ کے تحت اسے ایسا کوئی اختیار نہیں دیا گیا ہے۔ ہم دہراتے ہیں اور اس بات کا اعادہ

کرتے ہیں کہ دفعہ (3)156 میں اس طرح کا اختیار صرف مجسٹریٹ کے سامنے دائر شکایت میں ہو سکتا ہے جس پر ایف آئی آر کے طور پر پولیس اسٹیشن میں باضابطہ طور پر مقدمہ درج کرنا ہوتا ہے۔ اگر پنجاب اور ہریانہ عدالت عالیہ کی استدلال کو اس کے منطقی نتیجے پر لے جایا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر کوئی مجسٹریٹ دفعہ (3) 156 کے تحت حکم منظور کرتے ہوئے تحقیقات مکمل کرنے کے بعد ضابطہ کی دفعہ (2) 173 کے تحت رپورٹ پیش کرنے کی ہدایت جاری کرتا ہے تو یہ مذکورہ دفعہ کے لیے بھی اتنا ہی برا ہوگا جتنا کہ صرف 'تحقیقات کی ہدایت' اور کچھ بھی نہیں۔ مزید۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اس طرح کا نتیجہ غلط ہوگا، کیونکہ شکایت پر پولیس کی طرف سے مقدمہ درج کرنے کے ساتھ ہی، دفعہ (3)156 کے تحت ہدایت شدہ تحقیقات کا آغاز دفعہ (2)173 کے تحت 'پولیس رپورٹ' جمع کرانے کے ساتھ ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا نتائج پر ہم عدالت عالیہ کے متنازعہ فیصلے اور احکامات کو کالعدم قرار دیتے ہیں اور متعلقہ مجسٹریٹ کو قانون کے مطابق مقدمات کو آگے بڑھانے کی ہدایت کرتے ہیں۔ اسی کے مطابق اپیلوں کی اجازت ہے۔

ایس۔ایس۔

اپیلوں منظور کی جاتی ہے